8

آیاتھا ۵۳ — سورۃ الشوریٰ مکیۃ ۴۲ — رکوعاتھا ۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔

حٰمٓ ۝۱ عٓسٓقٓ ۝۲ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۳ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝۴

''حا۔میم۔عین۔سین۔قاف۔اسی طرح (کے مطالب نفیسہ) وحی فرماتا رہا ہے آپ کی طرف اوران (پیغمبروں) کی طرف جو آپ سے پہلے گزرے ہیں اللہ جو زبردست (اور) بہت دانا ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی سب سے اعلیٰ (اور) عظمت والا ہے''۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ حٰمٓ عٓسٓقٓ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حٰمٓ عٓسٓقٓ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک رات نبی کریم ﷺ نے حضرت میمونہ کے گھر میں حٰمٓ عٓسٓقٓ کی تلاوت کی تو اسے بار بار پڑھا۔ فرمایا اے میمونہ! کیا تیرے پاس حٰمٓ عٓسٓقٓ ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ فرمایا مجھے پڑھ کر سناؤ اس کے اول اور آخر کے درمیان سے بھول گیا ہوں۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے صحیح سند سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حٰمٓ عٓسٓقٓ کی تلاوت کی، فرمایا اے میمونہ! کیا تو حٰمٓ عٓسٓقٓ کو پہچانتی ہے یعنی تجھے یاد ہے۔ میں اس کے اول اور آخر کے درمیان سے اسے بھول گیا ہوں۔ حضرت میمونہ نے کہا میں نے اس سورت کو پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے پڑھا۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، نعیم بن حماد اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت ارطاہ بن منذر رحمہ اللہ (3) سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ کے پاس حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ عرض کی مجھے حٰمٓ عٓسٓقٓ کی تفسیر بتائیے۔ آپ نے اس کی تفسیر بیان کرنے سے اعراض برتا۔ انہوں نے پھر گزارش کی۔ آپ نے اعراض کیا۔ انہوں نے تیسری دفعہ گزارش کی تو حضرت ابن عباس نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت حذیفہ نے آپ سے کہا میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے بار بار بات کیوں کی۔ یہ آیت ان کے ایک خاندان کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس کو عبدالہ یا عبداللہ کہتے۔ وہ مشرق کے دریاؤں میں سے ایک دریا پر اترتا۔ اس پر دو شہر بناتا۔ درمیان سے دریا

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 3، صفحہ 20-219 (5995)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 24، صفحہ 29 (75)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ درمنثور میں راوی کی جگہ خالی ہے تاہم تفسیر ابن جریر میں یہ نام مذکور ہے۔ مترجم

کو دوحصوں میں تقسیم کرتا جس میں ہر قسم کے جابر سرکش لوگ جمع ہو جاتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے ملک کے تباہ ہونے، حکومت اور مدت کے ختم ہونے کا فیصلہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک پر رات کے وقت آگ کو بھیج دیا تو وہ صبح کے وقت سیاہ تاریک ہو جاتا ہے۔ وہ جل گیا گویا وہ اس جگہ تھا ہی نہیں۔ اس شہر کے رہنے والے متعجب ہوتے ہیں کیف افلتت تو صرف ایک دن کی سفیدی تھی یہاں تک کہ اس میں جبار سرکش جمع ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے مکینوں کو زمین میں دھنسا دیتا ہے۔ اس سے سین کو لیا گیا جو اصل میں سیکون تھا ق یعنی ان دو شہروں پر واقع ہونے والا۔ (1)

امام ابو یعلی اور ابن عساکر ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب منبر پر جلوہ گر ہوئے۔ فرمایا اے لوگو! کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی سے اٹھے۔ عرض کی بے شک حم اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا تو عین۔ عرض کی: مذکور نے بدر کے دن عذاب کا معائنہ کیا۔ پھر پوچھا تو سین۔ تو حضرت ابن عباس نے یہ آیت پڑھی سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ (الشعراء) پوچھا پھر قاف۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اس کی تفسیر اسی طرح بیان کی جس طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تفسیر بیان کی تھی۔ اور کہا قاف سے مراد وہ مصیبت ہے جو لوگوں کو آسمان سے آئے گی۔

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵ وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۶ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا وَ تُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝۷ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَ الظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۝۸ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَ هُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۫ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۹

"قریب ہے کہ (جلالِ الٰہی سے) آسمان پھٹ پڑیں اپنے اوپر سے اور (ایسا نہیں ہوتا کیونکہ) فرشتے تسبیح

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی بیروت

کررہے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور بخشش طلب کررہے ہیں اہل زمین کے لئے سن لو! یقیناً اللہ ہی بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔ اور جنہوں نے بنا رکھے ہیں اللہ کے سوا (اور) دوست اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے ان کے حالات سے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں اور یونہی ہم نے وحی کے ذریعے اتارا آپ کی طرف قرآن عربی زبان میں تاکہ آپ ڈرائیں اہل مکہ کو اور جو اس کے آس پاس (آباد) ہیں اور تاکہ آپ ڈرائیں اکٹھے ہونے کے دن سے جس (کی آمد) میں کچھ شبہ نہیں (اس دن) ایک فریق جنت میں اور دوسرا فریق بھڑکتی آگ میں ہو گا۔ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو بنا دیتا ان (سب) کو ایک امت لیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں اور جو ظلم کرنے والے ہیں نہ ان کا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔ کیا انہوں نے بنا لیے ہیں اسے چھوڑ کر دوسرے کارساز پس اللہ ہی حقیقی کارساز ہے اور وہ زندہ کرتا ہے مردوں کو اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم اس آیت کو تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ پڑھا کرتے تھے۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں قرأت نقل کی ہے: تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَنْفَطِرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ کہا مِنْ فَوْقِهِنَّ۔ اسے خصیف نے تاء مشددہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کی وجہ سے پھٹ جائیں گے۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آسمان بوجھ کی وجہ سے پھٹ جائیں گے۔ (3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ملائکہ ایمان والوں کے لیے استغفار کریں گے۔ (4)

امام ابوعبید اور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی کہتے تھے کہ فرشتے ابن کواء (5) سے بہتر ہیں۔ وہ اپنے رب کی حمد کرتے ہیں اور زمین میں رہنے والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں جبکہ ابن کواء ان کے خلاف کفر کی گواہی دیتا ہے۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے يَوْمَ الْجَمْعِ کا معنی قیامت کا دن کیا ہے۔ (6)

امام احمد، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 200 (12889)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 12، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 159، دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ خارجیوں کا ایک سردار۔ مترجم
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 14

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ آپ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ دو کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے عرض کی۔ نہیں عرض کی کیا آپ ہمیں بتائیں گے نہیں جو کتاب آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی اس کے بارے میں فرمایا یہ رب العالمین کی جانب سے کتاب ہے۔ جس میں جنتیوں، ان کے آباء اوران کے قبیلوں کے نام ہیں۔ پھر آخر تک اجمالی طور پر تذکرہ کیا۔ نہ تو ان میں اضافہ ہوگا اور نہ ہی ان میں کمی ہوگی۔ جو کتاب آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی اس کے بارے میں فرمایا یہ رب العالمین کی جانب سے کتاب ہے۔ اس میں جہنمیوں، ان کے آباء اور قبائل کے نام ہیں۔ پھر آخر تک اجمالی طور پر ذکر کیا۔ نہ ان میں اضافہ ہوگا اور نہ ان میں کمی ہوگی۔ آپ کے ساتھیوں نے فرمایا یارسول اللہ! ﷺ پھر عمل کس لیے جب اس مسئلہ سے فراغت ہو چکی ہے؟ فرمایا میانہ روی اختیار کرو اور ایک دوسرے کے قریب رہو کیونکہ جنتی کا خاتمہ جنتی کے عمل پر ہوگا، اگر چہ وہ پہلے کون سا ہی عمل کرتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور انہیں جھاڑ دیا۔ پھر فرمایا تمہارا رب بندوں سے فارغ ہو چکا ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں کتاب تھی جس میں آپ دیکھ رہے تھے۔ فرمایا اسے دیکھو یہ کیسی ہے۔ جبکہ آپ ﷺ امی تھے پڑھتے نہیں تھے۔ کہا رسول اللہ ﷺ اس کے متعلق علم رکھتے تھے۔ فرمایا یہ رب العالمین کی جانب سے کتاب ہے جس میں جنتیوں، ان کے آباء اور ان کے قبائل کے نام ہیں، نہ ان میں اضافہ ہوگا اور نہ کمی ہوگی۔ تمہارا رب بندوں کے اعمال سے فارغ ہے۔

وَ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖۗ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

”اور جس بات میں تمہارے درمیان اختلاف رونما ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد کر دو یہی اللہ میرا رب ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ وہ پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا، اسی نے بنائے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے اور مویشیوں سے بھی جوڑے بنائے۔ وہ پھیلاتا رہتا ہے تمہاری نسل کو اس کے ذریعے۔ نہیں ہے اس کی مانند کوئی چیز اور وہی سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔“

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ کا یہ معنی کیا ہے کہ وہ اس میں فیصلہ فرماتا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ کا یہ ترجمہ کیا ہے: یہ اللہ تعالیٰ کی

1۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی النار والجنۃ، جلد 2، صفحہ 36، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 16، دار احیاء التراث العربی بیروت

جانب سے زندگی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ رکھے گا۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ نسل کے بعد نسل کی صورت میں انسانوں اور چوپاؤں میں تمہیں پیدا کرتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یَذْرَؤُكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تمہیں پیدا فرماتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابووائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اسی اثناء میں کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے رب کی مدح کر رہے تھے کہ کہا: مُصْعِدٌ نِعْمَ الرَّبُّ يُذْكَرُ۔ وہ بلند شان کا حامل ہے کتنا اچھا پالنے والا ہے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حضرت عبد اللہ نے کہا میں اسی لئے کہتا ہوں لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾

''اسی کے قبضے میں ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین (کے خزانوں) کی۔ کشادہ کرتا ہے رزق کو جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لئے چاہتا ہے) بے شک وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تیرے رب کے ہاں رات اور دن نہیں ہوتا۔ آسمانوں کا نور اس کی ذات کے نور سے ہے۔ تمہارے دنوں کی مقدار اس کے ہاں بارہ ساعتیں ہیں۔ تمہارے گزشتہ روز کے اعمال اس کی بارگاہ میں دن کے پہلے حصہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ جہاں تک دن کا تعلق ہے تو اس میں تین ساعتوں میں وہ نظر کرتا ہے۔ جن چیزوں کو وہ ناپسند کرتا ہے ان پر مطلع ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے غضبناک ہوتا ہے۔ سب سے پہلے حاملین عرش، عرش کا احاطہ کرنے والے، مقرب فرشتے اور باقی فرشتے آگاہ ہوتے ہیں۔ جبرئیل امین قرن ناگ میں پھونکتے ہیں تو کوئی چیز نہیں رہتی مگر وہ اس ناگ کی آواز سنتی ہے مگر جن وانس اس کی آواز کو نہیں سنتے۔ وہ تین ساعتیں نظر فرماتا ہے۔ اس کے بارے میں یہ ارشادات ہیں هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶﴾ (آل عمران) يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ (الشوریٰ) یہ نو ساعتیں ہو گئیں پھر وہ تین ساعتوں میں تمام مخلوقات کے رزقوں میں نظر فرماتا ہے۔ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یہ کل بارہ ساعتیں ہیں۔ پھر فرمایا كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ (الرحمٰن: 29) ہر روز تمہارے رب کی یہ شان ہے (الرعد: 26)۔(4)

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَ مَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 17، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 179 (8886)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

وَصَّيْنَا بِهِۦٓ إِبْرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰٓ ۖ أَنْ أَقِيمُوا۟ ٱلدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا۟ فِيهِ ۚ كَبُرَ عَلَى ٱلْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۚ ٱللَّهُ يَجْتَبِىٓ إِلَيْهِ مَن يَشَآءُ وَيَهْدِىٓ إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوٓا۟ إِلَّا مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ ٱلْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِىَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّ ٱلَّذِينَ أُورِثُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ مِنۢ بَعْدِهِمْ لَفِى شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿۱۴﴾

"اس نے مقرر فرمایا ہے تمہارے لیے وہ دین جس کا اس نے حکم دیا تھا نوح کو اور جسے ہم نے بذریعہ وحی بھیجا ہے آپ کی طرف اور جس کا ہم نے حکم دیا تھا ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو کہ اسی دین کو قائم رکھنا اور تفرقہ نہ ڈالنا اس میں۔ بہت گراں گزرتی ہے مشرکین پر وہ بات جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف جو (اس کی طرف) رجوع کرتا ہے۔ اور نہ بٹے وہ فرقوں میں مگر اس کے بعد کہ آگیا ان کے پاس (صحیح) علم۔ (یہ تفرقہ) محض باہمی حسد کے باعث تھا اور اگر یہ فرمان پہلے نہ ہو چکا ہوتا آپ کے رب کی طرف سے کہ انہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دی جائے تو فیصلہ ہو چکا ہوتا ان کے درمیان اور جو لوگ وارث بنائے گئے تھے کتاب کے ان کے بعد وہ اس کے متعلق ایسے شک میں مبتلا ہیں جو قلق انگیز ہے۔"

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شَرَعَ لَكُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِۦ نُوحًا کا یہ معنی کیا ہے اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تمام انبیاء کو ایک ہی دین کا حکم دیا۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا کہ یہاں حلال و حرام مراد ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کو حلال کو حلال قرار دینے اور حرام کو حرام قرار دینے کے ساتھ مبعوث کیا جب انہیں رسول بنا کر مبعوث کیا۔(3)

امام ابن منذر نے زید بن رفیع سے جو اہل جزیرہ کے باقی ماندہ افراد میں سے ہیں، سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا تو ان کے لیے دین کو مختص کیا۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت کے تابع رہے جب تک وہ رہے یہاں تک کہ بے دینوں نے اس کو مسخ کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا اور ان کے لیے دین کو مختص کیا۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع رہے، جب تک رہے اسے مسخ نہ کیا مگر بے دینوں نے۔ پھر اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 20، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 21 3۔ ایضاً

تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا اور ان کے لیے دین کو مختص فرمایا۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع رہے جب تک رہے، اس کے چراغ کو گل نہ کیا مگر بے دینوں نے۔ بے دینوں کے سوا اس دین کو ہلاکت کا کوئی خوف نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حکم سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی خدمت کا حکم لائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم اس پر عمل کرو۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جان لو کہ افتراق ہلاکت ہے اور جماعت میں اعتماد ہے۔ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ جب مشرکوں کو یہ کہا گیا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو تو مشرکوں نے تکبر کیا۔ تو اللہ نے انکار کیا مگر وہ اس کو نافذ کرے، اسکی مدد کرے اور جو اس کا مقابلہ کرے اس پر اسے غلبہ دے۔ یہ ایسا کلمہ ہے جس نے اس کی مدد کے ساتھ جھگڑا کیا وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے اس سے مدد حاصل کرنا چاہی اس کی مدد کی گئی۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَللّٰهُ يَجْتَبِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ کا یہ معنی نقل کیا ہے: اپنے لیے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے مال زیادہ ہو گئے تو انہوں نے ایک دوسرے پر بغاوت کی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مَنْ يُّنِيْبُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ سے مراد یہودی اور نصرانی۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں انہوں نے ایسا کیا۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 21 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 22 4۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 23-22

''پس اس دین کی طرف آپ دعوت دیتے رہیے اور ثابت قدم رہیے جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اور نہ اتباع کیجئے ان کی خواہشات کا اور (برملا) فرمائیے کہ میں ایمان لایا اس کتاب پر جو اللہ نے نازل کی اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں عدل کروں تمہارے درمیان۔ اللہ تعالیٰ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال۔ کسی بحث وتکرار کی ضرورت نہیں ہمارے اور تمہارے درمیان۔ اللہ ہم سب کو جمع کرے گا۔ اور اسی کی طرف (سب نے) پلٹنا ہے۔ اور جو لوگ حجت بازی کرتے ہیں اللہ (کے دین) کے بارے میں اس کے بعد کہ (اکثر حق شناس) اس کو مان چکے ہیں سو ان کی حجت بازی لغو ہے ان کے رب کے نزدیک اور ان (پر اللہ کا) غضب ہے۔ اور انہی کے لئے سخت عذاب ہے۔''

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ کے نبی کو عدل کرنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے عدل کیا۔ عدل زمین میں اللہ تعالیٰ کا ترازو ہے۔ اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ سچے کی تصدیق اور جھوٹے کو جھٹلاتا ہے اور عدل کے ذریعے اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والے کو دھتکارتا ہے اور ذلیل کرتا ہے۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔ (2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ الَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰهِ سے مراد اہل کتاب ہیں۔ وہ مسلمانوں سے جھگڑتے ہیں اور ہدایت سے لوگوں کو روکتے تھے، بعد اس کے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں اس کی التجاء کی اور یہ بھی کہا یہ گمراہوں میں سے ایک جماعت ہے۔ ان کی گمراہی کے بارے میں ان کی دعا قبول ہوئی۔ وہ اس انتظار میں ہیں کہ ان پر دورِ جاہلیت آ جائے۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے طمع کیا کہ دورِ جاہلیت واپس آ جائے۔ (4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ الَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں جنہوں نے مسلمانوں سے ان کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا۔ انہوں نے کہا ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے نازل ہوئی اور ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے آیا تو ہم تمہاری بنسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریبی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت مَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ ۝ (الشوریٰ:20) کو نازل فرمایا۔ جہاں تک مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ کا تعلق ہے تو اس سے مراد ہے، بعد اس کے کہ مسلمانوں نے اللہ کی دعوت حق کو قبول کیا اور اللہ کی نماز پڑھی۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 25 4۔ ایضاً

5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 160 (2733)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا مصداق یہ ہے کہ اہل کتاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے کہا ہم تمہاری بنسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریبی ہیں الَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ سے مراد اہل کتاب ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ (النصر) نازل ہوئی تو مشرکوں نے ان مسلمانوں سے کہا جو مکہ مکرمہ میں ان کے درمیان تھے کہ لوگ اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہو چکے ہیں اور اب ہمارے درمیان سے نکل جاؤ۔ اب تم کس لیے ہمارے درمیان رہ رہے ہو۔ تو یہ آیت وَالَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰهِ نازل ہوئی۔

اَللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَ الْمِیْزَانَ ؕ وَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ ۝۱۷

"اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے نازل کیا ہے کتاب کو حق کے ساتھ اور (نازل کیا ہے) میزان کو اور تمہیں کیا معلوم کہ شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْمِیْزَانَ کا معنی عدل نقل کیا ہے۔(1)

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ مقام عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے تو سورج کو دیکھا جو وہ غروب ہونے لگا تو ڈھال کی مانند تھا۔ آپ روئے اور شدید روئے۔ اور اس آیت کی تلاوت کی آپ سے عرض کی گئی۔ فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد آتے ہیں جبکہ آپ اسی جگہ کھڑے تھے اور فرمایا تھا اے لوگو! تمہاری دنیا میں سے جو گزر چکا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جو باقی ہے۔ وہ اسی طرح ہے کہ جو وقت آج کے دن میں سے گزر چکا ہے اور جو باقی ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی بیت الخلاء میں داخل ہوتا اور پانی کا لوٹا اٹھاتا۔ جب باہر نکلتا تو قیامت کے برپا ہونے کے ڈر سے وضو کرتا۔ اس کے پاس بچا ہوا کھانا ہوتا تو وہ کہتا میں اسے ابھی نہیں کھاؤں گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔

امام احمد، ہناد بن سری، طبرانی، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح مبعوث ہوئے ہیں۔(3)

یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیْنَ یُمَارُوْنَ فِی السَّاعَةِ لَفِیْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 26، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حم عسق، جلد 2، صفحہ 481 (3656)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 207 (1846)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۱۸﴾ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۱۹﴾

''جلدی مچاتے ہیں اس کے لیے وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے اس پر اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ خوفزدہ رہتے ہیں اس سے اور وہ جانتے ہیں کہ یہ حق ہے۔ خبردار! جو لوگ شک کرتے ہیں قیامت کے متعلق وہ بڑی گمراہی میں (مبتلا) ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر، رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہی قوی (اور) زبردست ہے۔''

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت برپا نہیں ہوگی یہاں تک کہ آرزو کرنے والے قیامت کی آرزو کریں گے۔ انہیں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا تو یہ فرمان ہے: يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا کہ وہ اپنے ایمان کے بارے میں ڈر کی وجہ سے آرزو کریں گے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾

''جو طلب گار ہو آخرت کی کھیتی کا تو ہم (اپنے فضل وکرم سے) اس کی کھیتی کو اور بڑھا دیں گے اور جو شخص خواہش مند ہے (صرف) دنیا کی کھیتی کا تو ہم اسے دیں گے اس سے اور نہیں ہوگا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ۔''

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حَرْثَ الْاٰخِرَةِ کا معنی آخرت کی زندگی نقل کیا ہے۔ فرمایا جو اپنی دنیا کو اپنی آخرت پر ترجیح دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آگ کے علاوہ اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں بناتا اور دنیا میں سے بھی کسی چیز کا اضافہ نہیں کرتا مگر رزق جس کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا اور اس کو تقسیم کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے جو آخرت کی زندگی چاہتا ہے تو ہم اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جو اپنی دنیا کو اپنی آخرت پر ترجیح دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں آگ کے سوا اس کا کوئی حصہ نہیں بناتا اور دنیا میں سے بھی کسی چیز کا اضافہ نہیں کرتا مگر وہ رزق جس کا فیصلہ ہو چکا اور اسے تقسیم کیا جا چکا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام احمد، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت کو اس وقت تک بلندی اور زمین میں حکومت کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

بشارت دی گئی ہے جب تک وہ آخرت کے عمل سے دنیا کو طلب نہ کریں۔ ان میں سے جس نے آخرت کا عمل دنیا کے لیے کیا تو آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔(1)

امام حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے انسان! میری عبادت کے لیے تو ہر کام سے فارغ ہو جا، میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا۔ تیرے فقر کو ختم کر دوں گا۔ اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تیرے دل کو مصروفیات سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کا دروازہ بھی بند نہیں کروں گا۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: جس نے تمام غموں کو ایک غم بنا دیا اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے غموں کے لیے کافی ہو جائے گا۔ جس کے غم بہت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں کہ وہ دنیا کی کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کھیتیاں دو ہیں: دنیا کی کھیتی مال اور بیٹے اور آخرت کی کھیتی باقیات صالحات (نیک اعمال) ہیں۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے پاس ایک جماعت کا ذکر کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے۔ فرمایا بات ایسے نہیں جس طرف تم جاتے ہو اور رائے رکھتے ہو۔ جب دو لشکر ملتے ہیں تو فرشتے اترتے ہیں وہ لکھ لیتے ہیں جبکہ لوگ ابھی اپنی اپنی جگہوں پر ہوتے ہیں: فلاں آدمی دنیا کے لڑ رہا ہے، فلاں بادشاہ کے لیے لڑ رہا ہے، وہ شہرت کے لیے لڑ رہا ہے اور فلاں فلاں کے لیے جنگ کر رہا ہے اور فلاں اللہ کی رضا کی خاطر جنگ کر رہا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر شہید ہوا تو وہ جنت میں ہے۔

امام ابن نجار نے اپنی تاریخ میں حضرت رزین بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی کہ میں نے قرآن حکیم ابتدا سے آخر تک حضرت علی بن ابی طالب پر پڑھا۔ جب میں حٰمٓ ۚ عٓسٓقٓ کی بائیسویں آیت تک پہنچا تو آپ روئے۔ پھر فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ اِخۡبَاتَ الۡمُخۡبِتِیۡنَ وَاِخۡلَاصَ الۡمُوۡقِنِیۡنَ وَمُرَافَقَةَ الۡاَبۡرَارِ وَاسۡتِحۡقَاقَ حَقَائِقِ الۡاِیۡمَانِ وَالۡغَنِیۡمَةَ مِنۡ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنۡ کُلِّ اِثۡمٍ وَّرَجَوۡتُ رَحۡمَتَكَ وَالۡفَوۡزَ بِالۡجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ اے اللہ! میں تجھ سے تواضع کرنے والوں کی تواضع، ایقان رکھنے والوں کے اخلاص، نیکوں کی سنگت، ایمان کے حقائق کا استحقاق، ہر نیکی سے مالا مال ہونے اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں۔ میں تیری رحمت، جنت کو پانے اور جہنم سے نجات کی امید رکھتا ہوں۔ پھر فرمایا اے رزین! جب تو قرآن ختم کرے تو یہ دعا کیا کر کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن ختم کرنے پر یہ دعا کرنے کا مجھے حکم دیا۔

اَمۡ لَهُمۡ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ مَا لَمۡ یَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَ لَوۡلَا

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 346 (7862)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، سورۂ حم عسق، جلد 2، صفحہ 481 (3657) 3۔ ایضاً (3658)

كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۱
تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَ هُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۗ وَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ
رَبِّهِمْ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝۲۲ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۗ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا
الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۗ وَ مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝۲۳ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ
يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۗ وَ يَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ يُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۲۴ وَ هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَعْفُوْا
عَنِ السَّيِّاٰتِ وَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲۵ وَ يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَ يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۗ وَ الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝۲۶

”کیا ان کے ایسے شریک ہیں جنہوں نے مقرر کیا ہے ان کے لیے ایسا دین جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔ اور اگر ان کے فیصلہ کی بات پہلے سے طے نہ ہوتی تو ان کا قصہ کبھی کا چکا دیا گیا ہوتا اور جو ظالم ہیں یقیناً ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ آپ دیکھیں گے ظالموں کو کہ ڈر رہے ہوں گے ان (کرتوتوں) سے جو انہوں نے کمائے اور وہ ان پر واقع ہو کر رہے گا اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے وہ بہشتوں کے باغوں میں ہوں گے انہیں ملے گا جو وہ چاہیں گے اپنے رب کے پاس سے۔ یہی بڑا فضل ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے۔ آپ فرمایئے میں نہیں مانگتا اس (دعوت حق) پر کوئی معاوضہ بجز قرابت کی محبت کے اور جو شخص کماتا ہے کوئی نیکی ہم دوبالا کر دیں گے اس کے لیے اس میں حسن۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا ہے پس اگر اللہ چاہتا تو مہر لگا دیتا آپ کے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ باطل کو اور ثابت کرتا ہے حق کو اپنے ارشادات سے۔ بیشک وہ جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے۔ اور وہی ہے جو توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی اور درگزر کرتا ہے ان کی غلطیوں سے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو اور وہی قبول کرتا ہے دعائیں ان

لوگوں کی جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور (ان کے حق سے بھی) انہیں زیادہ (اجر) دیتا ہے اپنی مہربانی سے اور کفاران کے لیے سخت عذاب ہے۔"

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یوم قیامت ہے جس تک انہیں مہلت دی گئی ہے اور رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ سے مراد ایسا مکان ہے جو ان کی شان کے موافق ہوگا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوظبیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنتیوں کی ایک جماعت کو ایک بادل سایہ کیے ہوگا۔ وہ کہے گا میں تم پر بارش نہ کروں؟ تو اس قوم میں سے کوئی بھی فرد کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا مگر وہ اس پر بارش برسائے گا یہاں تک کہ ان میں سے ایک کہنے والا یہ کہے گا: ہم پر اٹھے ہوئے پستانوں والیاں اور ہم عمر برسا۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ہیں۔ حضرت ابن عباس نے کہا تو نے جلدی کی ہے، قریش میں سے کوئی خاندان ایسا نہیں تھا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری نہ ہو۔ فرمایا مگر تم میرے اور اپنے درمیان قائم رشتہ داری میں تعلق قائم رکھو۔ (1)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا میں تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا مگر مجھے جو تم سے رشتہ داری حاصل ہے اس وجہ سے تم مجھ سے محبت کرو اور میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ داری موجود ہے اس کی حفاظت کرو۔ (2)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، عبد بن حمید، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بے شمار لوگوں نے ہم سے اس آیت قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کے بارے میں کثرت سے سوال کیے تو ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس بارے میں خط لکھا تاکہ ہم ان سے اس بارے میں پوچھیں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں نسب کے اعتبار سے درمیان میں تھے۔ قریش کا کوئی خاندان نہیں تھا مگر اس کا آپ کی ذات سے ولادت کا تعلق تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ میں تمہیں جو دعوت دیتا ہوں اس پر تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا مگر یہ کہ مجھے تم سے رشتہ داری حاصل ہے، اس وجہ سے تم مجھ سے محبت کرو اور میری حفاظت کرو۔ (3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ حم عسق، جلد 5، صفحہ 352 (3251)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 255 (13026)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حم عسق، جلد 2، صفحہ 482 (3660)، دار الکتب العلمیہ بیروت

عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام قریش سے رشتہ داری تھی۔ جب انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تو فرمایا اے میری قوم! جب تم میری بیعت کرنے سے انکار کرتے ہو تو مجھے تم سے جو رشتہ داری ہے اس کی حفاظت کرو۔ تمہارے علاوہ عربوں میں ایسا کوئی بھی نہیں جو تمہاری بنسبت میری حفاظت اور میری مدد کا حق رکھتا ہو۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی جبکہ مشرک رسول اللہ ﷺ کو اذیتیں دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اے محمد! ﷺ انہیں کہو میں تمہیں جو دعوت دیتا ہوں اس پر تم سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا۔ اَجْرًا یعنی دنیا کے کسی عوض کا سوال نہیں کرتا۔ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی مگر یہ کہ مجھے تم سے رشتہ داری ہے اس کی تم حفاظت کرو۔ کیا مودت یہ آپ کے رشتہ داروں میں آپ کے لیے خاص ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو یہ پسند کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو انبیاء کے ساتھ ملا دے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا پس یہ تمہارے لیے ہے، میرا اجر یعنی آخرت میں ثواب اور کرامت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ (الشعراء) جس طرح حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہم السلام نے کہا۔ انہوں نے اجر کی استثناء نہ کی جس طرح نبی کریم ﷺ نے استثناء کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کو قبول نہ کیا پس وہ منسوخ ہیں۔

امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے: اے محبوب مکرم! ﷺ فرما دیجئے کہ میں نے تمہیں جو بینات اور ہدایت عطا فرمائی ہے اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ تم اللہ سے محبت کرو اور اس کی اطاعت اختیار کر کے اس کا قرب حاصل کرو۔(2)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم میری اتباع کرو، میری تصدیق کرو اور میرے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے قریش سے فرمایا: میں تم سے تمہارے اموال میں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا بلکہ تم سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ داری ہے اس کی وجہ سے تم میرے ساتھ محبت کرو کیونکہ تم میری قوم ہو اور جنہوں نے میری اطاعت کی اور میری دعوت پر لبیک کہی ہے تم ان سے زیادہ اس چیز کے مستحق ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تم میری رشتہ داری کی حفاظت کرو۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قریش

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 30، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حم عسق، جلد 2، صفحہ 482 (3659)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں کوئی ایسا خاندان نہیں جس میں رسول اللہ ﷺ (کے خاندان) کی ماں نہ ہو۔ یہاں تک کہ بنو ہذیل میں سے بھی آپ کی ماں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا مگر یہ کہ تم میری رشتہ داری کی حفاظت کرو۔ اگر تم مجھے جھٹلاؤ تو مجھے اذیت تو نہ دو۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مقسم کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ انصار نے کہا ہم نے یہ کیا، ہم نے یہ کیا، گویا انہوں نے فخر کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہمیں تم پر فضیلت حاصل ہے اور یہ خبر حضور ﷺ کو ہوئی۔ آقائے دو عالم ﷺ ان کی مجالس میں تشریف لائے۔ فرمایا اے انصار کی جماعت! کیا تم عاجز نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عزت دی۔ انصار نے عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے؟ عرض کی یارسول اللہ! ﷺ آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کیا تم یہ نہیں کہو گے کیا آپ کو آپ کی قوم نے گھر سے نہیں نکال دیا تھا تو ہم نے آپ کو پناہ دی؟ کیا انہوں نے آپ کو جھٹلایا نہیں تھا کہ ہم نے آپ کی تصدیق کی؟ کیا انہوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ نہیں دیا تھا کہ ہم نے آپ کو پناہ دی تھی؟ نبی کریم ﷺ لگاتار یہ باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ انصار گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور عرض کی ہمارے اموال اور جو کچھ ہمارے پاس ہے سب اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (1)

امام طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ انصار نے آپس میں گفتگو کی، ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے مال کیوں جمع نہیں کرتے جس سے آپ کا ہاتھ کشادہ ہو جاتا۔ آپ اور آپ کے مال کے درمیان کوئی حائل نہ ہوتا۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم اپنے اموال میں سے آپ کے لیے مال جمع کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ وہ ایک دوسرے کے پیچھے نکلے۔ انہوں نے پوچھا جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے کہ آپ نے کن کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ بعض نے کہا آپ نے یہ ارشاد فرمایا تا کہ ہم آپ کے اہل بیت کی حفاظت کریں اور ان کی مدد کریں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَ يَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ يُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَ هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ انہیں اشارۃً توبہ کا حکم دیا۔ مومن ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے یہ بات کہی تھی کہ وہ اللہ کی طرف توبہ کریں اور اس سے بخشش طلب کریں۔

امام ابونعیم اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے اہل بیت میں میری حفاظت کرو گے اور میری وجہ سے ان سے محبت کرو گے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ آپ کے قریبی کون ہیں۔ جن سے محبت کرنا واجب ہے؟ فرمایا حضرت علی، حضرت فاطمہ اور آپ کے دونوں بیٹے۔ (2)

امام سعید بن منصور نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ آیت سے مراد رسول اللہ ﷺ کے قریبی ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 32، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 444 (12259)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن جریر نے ابودیلمی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب حضرت علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بطور قیدی لایا گیا اور دمشق کے راستے میں کھڑا کیا گیا۔ تو ایک شامی کھڑا ہوا۔ اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَتَلَكُمْ وَاسْتَاْصَلَكُمْ اس اللہ کی تعریف جس نے تمہیں قتل کیا اور تمہیں جڑ سے اکھیڑا۔ تو حضرت زین العابدین نے اسے فرمایا: کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں۔ کیا تو نے حٰمٓ سورت پڑھی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ فرمایا کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی اس نے پوچھا کیا تم وہ ہو؟ فرمایا ہاں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً میں حسنہ کا معنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے محبت ہے۔

امام احمد، امام ترمذی، جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت مطلب بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی ہم نکلتے ہیں تو ہم قریش کو باتیں کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ جب وہ ہمیں دیکھتے ہیں تو خاموش ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت غصے ہو گئے اور آپ کی آنکھوں کے درمیان پسینہ بہنے لگا۔ پھر فرمایا اللہ کی قسم کسی مسلمان کے دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ اللہ اور میرے رشتہ کی وجہ سے تم سے محبت نہ کرے۔(2)

امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔(3)

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور ابن انباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ان دونوں میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب یہ ایسی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی ہے۔ میری اولاد میری اہل بیت ہے۔ یہ دونوں چیزیں الگ نہیں ہوں گی یہاں تک کہ دونوں حوض پر میرے پاس آئیں گی۔ دیکھو تم کیسے میرے بعد ان کی نیابت کرتے ہو۔(4)

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، طبرانی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کرو جو تمہیں اپنی نعمتوں سے غذا بہم پہنچاتا ہے۔ اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میری اہل بیت سے محبت کرو۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 32، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، باب معرفۃ الصحابۃ، جلد 4، صفحہ 75 (6960)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، جلد 2، صفحہ 279، وزارت تعلیم اسلام آباد　　4۔ سنن ترمذی، ابواب المناقب، جلد 2، صفحہ 699، مکتبہ رحمانیہ لاہور

5۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 281 (15664)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کا آپ کے خاندان کے بارے میں خیال رکھو۔(1)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید سے روایت نقل کی ہے: جس نے ہمیں ہمارے اہل بیت کے بارے میں غضبناک کیا وہ منافق ہے۔

امام طبرانی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے ساتھ کوئی بغض نہیں رکھتا اور ہمارے ساتھ کوئی حسد نہیں کرتا مگر قیامت کے روز اس کے لیے آگ کے ڈنڈوں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔(2)

امام احمد، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! کوئی آدمی ہمارے بیت کو ناراض نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔(3)

امام طبرانی اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت ابوضحیٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی جب سے آپ نے یہ کام کیا ہے تو آپ نے ہمارے لیے کینوں کو چھوڑا ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ خیر اور ایمان کو اس وقت تک نہیں پائیں گے یہاں تک کہ وہ تم سے محبت کریں گے۔(4)

امام خطیب رحمہ اللہ حضرت ابوضحیٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے مسروق سے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم اپنی قوم کے لوگوں میں ان واقعات کی وجہ سے جو ہماری طرف سے ان کے ساتھ ہوئے کینہ کے آثار پاتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار! اللہ کی قسم! وہ اس وقت تک بھلائی کو نہیں پائیں گے یہاں تک کہ میری رشتہ داری کی وجہ سے تم سے محبت نہ کریں۔ بنوسلیم تو میری شفاعت کی امید رکھیں اور بنوعبدالمطلب امید نہ رکھیں۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر شے کی بنیاد ہے اور اسلام کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اور آپ کے اہل بیت سے محبت ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ ان سے اس قرآن پر اجر کا سوال کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ کی اطاعت اور اس کتاب کی محبت کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کریں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: جس نے رسول

1۔ صحیح بخاری، کتاب المناقب، جلد 1، صفحہ 526، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 81 (2726)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ مستدرک حاکم، باب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 162 (4717)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 433 (12228)

اللہ ﷺ کی اطاعت کر کے اللہ کا قرب حاصل کیا تو اس بندے کی محبت اللہ تعالیٰ پر لازم ہوگئی۔(1)

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے مگر عمل صالح کے ذریعے اللہ کا قرب۔

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے اجداد میں سے دس عورتیں ایسی تھیں جو مشرکوں کے خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ جب آپ ان لوگوں کے پاس سے گزرتے تو وہ لوگ ان کے نقص بیان کرتے اور انہیں برا بھلا کہتے۔ تو اس آیت کا یہ مقصود ہے کہ تم میرے رشتہ داروں کے معاملہ میں مجھے اذیت نہ دو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخشنے والا اور نیکیوں کو قبول فرمانے والا ہے۔ اس پر انہیں کئی گنا اجر عطا فرماتا ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے: اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اللہ تعالیٰ تمہیں جو کچھ دیا ہے وہ تمہیں بھلا دے گا۔ واللہ اعلم۔(3)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنا گمشدہ سامان اس جگہ پالیتا ہے جہاں اسے خوف تھا کہ پیاس اسے مار ڈالے گی۔(4)

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایک کی توبہ سے اس آدمی کی بنسبت زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنا گمشدہ سامان پالیتا ہے۔(5)

امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایسی جگہ اترا جو ہلاکت کا باعث ہو سکتی تھی۔ اس کے ساتھ اپنی سواری تھی جس پر اس کا کھانا اور پانی تھا۔ اس نے اپنا سر رکھا تو سو گیا۔ وہ جاگا تو اس کی سواری جا چکی تھی۔ اس نے سواری کو تلاش کیا یہاں تک کہ جب پیاس اور گرمی شدید ہوگئی تو اس نے کہا میں اپنی جگہ واپس جاتا ہوں جہاں وہ پہلے تھا وہاں سو جاتا ہوں اور مر جاتا ہوں۔ وہ آدمی واپس آیا، سو گیا۔ پھر سر اٹھایا تو اس کی سواری اس کے پاس تھی جس پر اس کا زادِ راہ کھانا اور پانی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی سواری اور زادِ راہ کے پانے سے خوش ہوتا ہے۔(6)

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت

1۔ شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، جلد 6، صفحہ 482 (8987)، دار الکتب العلمیہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 34، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 35

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 162 (2737)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ترمذی، ابواب الدعوات، جلد 2، صفحہ 670، مکتبہ رحمانیہ لاہور

6۔ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، جلد 2، صفحہ 933، وزارت تعلیم اسلام آباد

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک عورت کے ساتھ بدکاری کرتا ہے۔ پھر اس سے شادی کر لیتا ہے تو فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ پھر اس آیت وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ کی تلاوت کی۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عتبہ بن ولید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے ایک راوی نے بیان کیا کہ حضرت جبرئیل امین نے حضرت خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا یَا کَرِیْمَ الْعَفْوِ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ سے کیا آپ جانتے ہیں کہ کَرِیْمَ الْعَفْوِ کیا ہے؟ فرمایا اے جبرئیل! نہیں۔ حضرت جبرئیل امین نے کہا کہ وہ برائی کو مٹا دے اور اسے نیکی لکھ لے۔ (2)

امام سعید بن منصور اور طبرانی نے حضرت اخنس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمیں اس لفظ کی قرأت میں شک ہوا کہ يَعْلَمُ مَا يَفْعَلُونَ ہے یا تَفْعَلُونَ ہے تو ہم حضرت ابن مسعود کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا یہ تَفْعَلُونَ ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے تَفْعَلُونَ پڑھا ہے۔

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت سلمہ بن سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہمیں حضرت معاذ نے خطبہ دیا، فرمایا تم مومن ہو، تم جنتی ہو، اللہ کی قسم! میں امید رکھتا ہوں کہ فارس اور روم میں سے جن لوگوں کو تم پاتے ہو۔ وہ جنتی ہیں کیونکہ ان میں سے جو کوئی اچھا کام کرتا ہے۔ تو دوسرا کہتا ہے تو نے بہت اچھا کیا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت ڈالے۔ تو نے اچھا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے بھائیوں کی شفاعت کرتے ہیں۔

وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَٰكِن يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٢٧﴾

''اور اگر کشادہ کر دیتا اللہ تعالیٰ رزق کو اپنے (تمام) بندوں کے لیے تو وہ سرکشی کرنے لگتے زمین میں لیکن وہ اتارتا ہے ایک اندازے سے جتنا چاہتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں (کے احوال) سے خوب آگاہ ہے، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔''

امام ابن منذر، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ، ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 36، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب التوبۃ، جلد 5، صفحہ 389 (7543)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 336 (9669)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 481 (3661)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہانی خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمرو بن حویث رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ یہ آیت اصحاب صفہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے کہا تھا کاش! ہمارے لیے رزق میں فراوانی ہوتی۔ پس انہوں نے دنیا کی آرزو کی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اصحاب صفہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے یہ بات کی کہ کاش! ہمارے رزق میں فراخی ہوتی۔ تو پس انہوں نے دنیا کی آرزو کی۔ بہترین رزق وہ ہے جو نہ تجھے سرکش بنائے اور نہ تجھے غافل کرے۔ کہا ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں سے میں اپنی امت کے بارے میں خوف کرتا ہوں۔ اس میں سے سب سے زیادہ جس سے ڈرتا ہوں وہ دنیا کی چمک دمک ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی اے اللہ کے نبی! کیا خیر (مال) شر بھی لاتی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس آیت کو نازل فرمایا وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ جب آپ پر وحی آتی تو اس وجہ سے آپ پریشان ہو جاتے اور آپ کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا یہاں تک کہ وحی آپ سے ختم ہوتی تو فرمایا کیا مال برائی لاتا ہے اسے تین دفعہ دہرایا۔ بے شک خیر، خیر کو ہی لاتی ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی موسم بہار بھی کوئی چیز نہیں اگاتا مگر بسیار خوری کی وجہ سے جانور کو مار ڈالتا ہے یا مرنے کے قریب کر دیتا ہے مگر وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ مال عطا کرے وہ اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا اور اس پر وہ راضی ہوا تو وہ بندہ ہے جس کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کیا گیا اور اس کے بارے میں خیر کا قصد کیا گیا مگر وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا۔ اس نے اس مال کو اپنی شہوتوں اور لذتوں میں خرچ کیا اور اللہ تعالیٰ کے حق سے اعراض کیا تو وہ وہ بندہ ہے جس کے بارے میں شر کا ارادہ کیا گیا اور اس کے بارے میں شر کا قصد کیا گیا۔(2)

امام احمد، طیالسی، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابو یعلی اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بارے میں میں جن چیزوں سے ڈرتا ہوں، ان میں سے سب سے زیادہ اس چیز سے ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے دنیا کی تروتازگی اور زینت کو نکالے گا۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا مال بھی برائی لاتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا جواب دینے سے خاموش ہو گئے۔ ہم نے دیکھا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ اس آدمی سے کہا گیا تیرا کیا حال ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کرتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے گفتگو نہیں کرتے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہونے کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جسم سے پسینہ پوچھنے لگے۔ فرمایا سوال کرنے والا کہاں ہیں؟ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس کی تعریف کر رہے ہیں۔ فرمایا بیشک مال، برائی نہیں لاتا۔ بے شک موسم بہار جس چیز کو اگاتا ہے وہ بسیار خوری کی وجہ سے جانور کو مار ڈالتا ہے یا مارنے کے قریب کر دیتا ہے مگر جو سبزہ کو کھاتا ہے بے شک اس نے کھایا یہاں تک کہ اس کی ڈھاکیں بھر گئیں۔ وہ سورج کے سامنے آ گیا۔ اس نے براز کیا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 37، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

پیشاب کیا پھر چرنے لگا۔

بے شک مال میٹھا اور تروتازہ ہے۔ اس کا مسلمان مالک کتنا اچھا ہے اگر وہ صلہ رحمی کرے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور وہ آدمی جو اسے ناحق لیتا ہے وہ اس آدمی کی طرح ہے جو کھاتا تو ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ تو یہ مال اس کے خلاف قیامت کے روز گواہ ہوگا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ بہترین زندگی وہ ہے جو نہ تجھے سرکش بنائے اور نہ ہی تجھے غافل کرے۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الاولیاء میں، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں، ابن عساکر رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ وہ حضرت جبرئیل امین سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس نے میرے دوست کو ذلیل ورسوا کیا تو اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کیا۔ میں اپنے دوستوں کے لیے اسی طرح غضبناک ہوتا ہوں جس طرح تنہا رہنے والا شیر۔ میرا مومن بندہ کسی چیز کے ساتھ میرا قرب حاصل نہیں کرتا جتنا قرب میرے عائد کردہ فرائض کی ادائیگی سے حاصل کرتا ہے۔ میرا مومن بندہ نوافل کے ذریعے میرا لگاتار قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں میں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور تائید کرنے والا ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں۔ جس کام کو میں کرنے والا ہوتا ہوں اسکے کرنے سے متردد نہیں ہوتا جتنا میں اپنے اس مومن بندے کی روح کو قبض کرنے میں متردد ہوتا ہوں جو موت کو ناپسند کرتا ہے جبکہ میں اس کی غلطی کو ناپسند کرتا ہوں جس کے بغیر اس کے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہوتا۔ میرے بندوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو مجھ سے عبادت کے دروازے کا سوال کرتے ہیں۔ میں اسے اس سے روک دیتا ہوں تا کہ اس میں فخر وغرور داخل نہ ہو جائے جو اسے فاسد کر دے۔ میرے مومن بندوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جن کے ایمان کو صحت کے علاوہ کوئی چیز درست نہیں کرتی۔ اگر میں اسے بیمار کرتا ہوں تو یہ چیز اسے فاسد کر دیتی ہے۔ میرے مومن بندوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جس کے ایمان کو بیماری کے سوا کوئی چیز درست نہیں کر سکتی۔ اگر میں اسے تندرست کرتا ہوں تو یہ چیز اسے فاسد کر دیتی ہے۔ اپنے بندوں کے دلوں سے واقف ہوں، اس لیے اپنے بندوں کے معاملات کی تدبیر کرتا ہوں۔ بے شک میں علیم وخبیر ہوں۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں الرِّزْقَ سے مراد بارش ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 7، دار صادر بیروت، صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، جلد 1، صفحہ 98-197، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ نوادر الاصول، باب فی صفۃ الاولیاء والتحذیر من اہانتھم، صفحہ 254، دار صادر بیروت

الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾

''اور وہی ہے جو برساتا ہے مینہ اس کے بعد کہ لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور پھیلا دیتا ہے اپنی رحمت کو اور وہی کارسازِ حقیقی (اور) سب تعریفوں کے لائق ہے۔ اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق ہے اور جو جاندار اس نے پھیلا دیے ہیں آسمان وزمین میں۔ اور وہ جب چاہے ان کو جمع کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لیے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر سے عرض کی اے امیر المومنین! بارش نہیں ہوئی اور لوگ مایوس ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: ابھی تم پر بارش ہوگی۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی: وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَنَطُوْا کا معنی ہے وہ مایوس ہو گئے۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ بارش کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں، اذان کے وقت دعا اور بارش کے وقت دعا۔ (3)

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور چار مواقع پر دعا قبول کی جاتی ہے۔ جب اللہ کی راہ میں جنگ کی جارہی ہو، بارش کے نازل ہونے پر، جب نماز کھڑی ہو اور جب بیت اللہ شریف کی زیارت ہو۔ (4)

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دَآبَّةٍ سے مراد لوگ اور فرشتے ہیں واللہ اعلم۔ (5)

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾

''اور جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے سبب پہنچی ہے۔ اور وہ (کریم) درگزر فرما دیتا ہے (تمہارے) بہت سے کرتوتوں سے اور تم عاجز نہیں کر سکتے (اللہ تعالیٰ کو) زمین میں اور نہ تمہارا اللہ تعالیٰ کے سوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 39-38، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 38
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 124 (2534)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 169 (7713)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 39

کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار۔"

امام احمد، ابن راہویہ، ابن منیع، عبد بن حمید، حکیم ترمذی، ابویعلی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کیا میں تمہیں کتاب اللہ کی سب سے افضل آیت کے بارے میں آگاہ نہ کروں۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان کیا وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ فرمایا اے علی! میں تیرے لیے اس کی تفسیر بیان کروں گا۔ دنیا میں جو مرض، سزا اور آزمائش تمہیں پہنچتی ہے تو یہ اعمال کا بدل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بڑی شان رکھتا ہے کہ تمہیں دوبارہ آخرت میں سزا دے اور اللہ تعالیٰ دنیا میں جسے معاف فرما دے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہت کریم ہے کہ معاف کرنے کے بعد دوبارہ اسے سزا دے۔ (1)

امام سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! کوئی لکڑی لگنے سے خراش نہیں آتی، کوئی رگ اپنی جگہ سے ہلتی نہیں، کوئی پتھر کی ٹھوکر نہیں لگتی اور نہ قدم کی لڑکھڑاہٹ ہوتی ہے مگر وہ گناہ کے باعث ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے جو گناہ بخش دیتا ہے اس سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔

امام عبد بن بن حمید اور امام ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بندے کو ٹھوکر نہیں لگتی اور اسے اس سے زائد یا کم تکلیف پہنچتی ہے تو یہ اس کے گناہ کے بدلے میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے جو گناہ بخشتا ہے وہ اس سے زائد ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کفارات میں، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے پاس آپ کا ساتھی آیا جبکہ آپ کے جسم میں کچھ تکلیف تھی۔ تو اس نے کہا ہم آپ کے جسم میں جو تکلیف دیکھتے ہیں تو اس وجہ سے آپ کے بارے میں دل گرفتہ ہو جاتے ہیں۔ تو فرمایا جو تو دیکھتا ہے اس وجہ سے دل گرفتہ نہ ہو۔ یہ گناہ کا بدل ہے۔ اللہ تعالیٰ جو گناہ بخشتا ہے وہ بہت زیادہ ہیں۔ پھر آیت کریمہ کی تلاوت کی، فرمایا قرآن حکیم بھول جانے سے بڑھ کر کون سی مصیبت ہوگی۔ (2)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علاء بن بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا؟ اور کہا میں چھوٹا تھا کہ میری نظر جاتی رہی۔ فرمایا یہ تیرے والدین کے گناہوں کی وجہ سے ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو لکڑی لگنے سے خراش نہیں نہیں آتی اور رگ اپنی جگہ سے نہیں ملتی مگر یہ بھی کسی گناہ کے بدلے میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جن گناہوں کو بخش دیتا ہے وہ اس سے زیادہ ہوتے ہیں۔ (3)

1۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 269 (654)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 632، مکتبہ رحمانیہ لاہور
3۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 153 (9815)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سر کو درد ہوتا تو وہ اپنا ہاتھ سر پر رکھتیں اور کہتیں یہ میرے گناہ کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ جن گناہوں کو بخش دیتا ہے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ سے مراد حدود ہیں۔(1)

وَ مِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰی ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾ اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَ یَعْفُ عَنْ كَثِیْرٍ ﴿۳۴﴾ وَّ یَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ ﴿۳۵﴾ فَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ الَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

"اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے وہ سمندر میں تیرنے والے جہاز ہیں جو پہاڑوں کی مانند ہیں۔ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ساکن کردے پس وہ رکے رہیں سمندر کی پشت پر۔ بے شک اس میں اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں ہر کمال درجہ صبر کرنے والے کے لئے۔ یا (اگر وہ چاہے تو) تباہ کردے انہیں لوگوں کے اعمال بد کی وجہ سے اور درگزر فرما دیا کرتا ہے بہت سے گناہوں سے اور (اس وقت) جان لیں گے جو جھگڑا کرتے رہتے ہیں ہماری آیتوں میں کہ ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں، پس جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے یہ دنیوی زندگی کا سامان ہے۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہت عمدہ اور باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ اور جو لوگ بچتے رہتے ہیں بڑے بڑے گناہوں سے اور بدکاریوں سے اور جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو وہ معاف کردیتے ہیں۔"

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْجَوَارِ سے مراد کشتیاں اور كَالْاَعْلَامِ سے پہاڑ ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سمندر کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 40، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 41

کشتیاں ہوا کی مدد سے چلتی ہیں اور جب ہوا رک جاتی ہے تو کشتیاں بھی رک جاتی ہیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فَيَظۡلَلۡنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهۡرِهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ نہ حرکت کرتی تھیں اور نہ وہ سمندر میں چلتی ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رَوَاكِدَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ کھڑی ہو جاتی ہیں اَوۡ یُوۡبِقۡهُنَّ کہ وہ انہیں ہلاک کر دیتا ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اَوۡ یُوۡبِقۡهُنَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ انہیں غرق کر دے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد سے یُوۡبِقۡهُنَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں ہلاک کر دے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مَّحِيۡصٍ کا معنی پناہ گاہ نقل کیا ہے۔(4)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے بِمَا كَسَبُوۡا کا معنی اس کے اہل کے گناہ کیا ہے۔(5)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ظبیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم مصاحف علقمہ پر پیش کرتے۔ آپ نے اس آیت اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ کی تلاوت کی۔(6)

وَ الَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّهِمۡ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَ اَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ ۪ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳۸﴾

''اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کے سارے کام باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔''

امام عبد بن حمید، امام بخاری الادب المفرد میں اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے: کسی قوم نے کبھی بھی باہم مشورہ نہیں کیا مگر انہیں ہدایت دی گئی اور ان کا معاملہ درست ہو گیا۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔(7)

امام خطیب رحمہ اللہ نے رواۃ امام مالک میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ایک ایسا معاملہ جو آپ کے بعد ہم پر آپڑے جس بارے میں نہ قرآن کا کوئی حکم نازل ہوا ہو اور نہ اس کے بارے میں آپ سے کوئی چیز سنی ہو۔ فرمایا اس مسئلہ کے لیے تم میری امت کے ایک عابد کے پاس جمع ہو جاؤ اور آپس میں اس مسئلہ کے بارے میں مشورہ کرو اور کسی ایک کی رائے کے مطابق فیصلہ کرو۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے رواۃ مالک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ دانشمند آدمی سے راہنمائی حاصل کرو تو تم ہدایت پا جاؤ گے۔ اس کی نافرمانی نہ کرو ورنہ شرمندہ ہو گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 42، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 44 5۔ ایضاً

6۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 484 (3666)، دار الکتب العلمیہ بیروت

7۔ الادب المفرد، باب المشورۃ، جلد 1، صفحہ 367، مطبوعہ المؤسسۃ السعودیہ بمصر

امام بیہقی رحمہ اللہ شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو آدمی کسی کام کا ارادہ کرے، اس میں مشورہ کرے اور پھر فیصلہ کرے تو وہ ہدایت پا جائے گا۔ تو اس کے معاملات بھی درست ہو جائیں گے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اللہ کے خوف کو لازم پکڑو کیونکہ یہ ہر چیز کا مقصود ہے۔ اے بیٹے! تو اس وقت تک کسی معاملے کا فیصلہ نہ کر یہاں تک کہ تو اپنے مرشد (راہنما) سے مشورہ نہ کر لے کیونکہ دوسرا اس کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔(2)

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝۳۹

''اور جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو وہ اس کا (مناسب) بدلہ لیتے ہیں۔''

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مومن اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ ظالم کے سامنے عاجزی کا اظہار کریں۔ جب وہ قدرت رکھتے تو وہ معاف کر دیتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت منصور سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: مومن اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل ظاہر کریں تو فاسق ان پر جری ہو جائیں۔

امام نسائی، ابن ماجہ، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زینب میرے پاس آئیں جبکہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس موجود تھے۔ تو وہ مجھے کوسنے لگیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں جھڑکا تو وہ نہ رکیں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اسے جواب دو تو میں نے انہیں جواب دیا تو ان کی تھوک ان کے منہ میں خشک ہو گئی یعنی وہ لاجواب ہو گئیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ خوشی سے کھلا ہوا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی بن زید جدعان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اس جیسی حدیث نہیں سنی جو حدیث مجھے میرے والد کی ام ولد نے حضرت عائشہ سے مجھے روایت کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں گھر میں تھی جبکہ ہمارے پاس حضرت زینب بنت جحش بھی تھیں۔ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ حضرت زینب آپ کی طرف متوجہ ہوئیں اور عرض کی ہم میں سے ہر ایک آپ کے ہاں باتوں سے دھوکہ دینے والا ہے۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئیں اور مجھے سخت باتیں سنانے لگیں۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا: اسے ایسا ہی جواب دو جیسی یہ باتیں کر رہی ہے۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوئی جبکہ میں اس سے بہتر گفتگو کرنے والی تھی تو وہ اٹھ گئیں۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جو لوگ ان پر زیادتی کرتے ہیں وہ ان سے

1۔ شعب الایمان، باب فی الحکم بین الناس، جلد 6، صفحہ 75 (7538)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، باب فی حسن خلق، جلد 6، صفحہ 332 (8393) 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 37

بدلہ لیتے ہیں مگر حد سے تجاوز نہیں کرتے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق حضرت محمد ﷺ ہیں۔ آپ پر ظلم کیا گیا، آپ پر بغاوت کی گئی اور آپ کو جھٹلایا گیا۔ حضور ﷺ تلوار کے ساتھ بدلہ لیتے ہیں۔

وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝

''اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ پس جو معاف کردے اور اصلاح کردے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے۔ بے شک وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا''

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد دنیا میں جو لوگ ایک دوسرے سے تکلف اٹھاتے ہیں اور بدلہ میں انھیں سزا دی جاتی ہے اور قصاص وغیرہ۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو گالیاں دینے والوں میں سے دونوں جو کچھ کہتے ہیں اس کی سزا آغاز کرنے والے پر ہے یہاں تک کہ مظلوم حد سے تجاوز کر جائے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی آدمی تجھے برا بھلا کہے تو تو بھی اسے اسی طرح کا برا بھلا کہہ مگر اس سے تجاوز نہ کر۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی نجیح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب ایک آدمی کہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے تو جواب میں دوسرا بھی یہ کہ سکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل ورسوا کرے(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایک ندا کرنے والے کو حکم دے گا جس آدمی کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر اجر ہو تو وہ کھڑا ہو جائے تو معاف کرنے والے کے سوا کوئی نہیں اٹھے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ کا یہی مطلب ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا جس آدمی کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر اجر ہو تو وہ کھڑا ہو جائے تو بہت ساری گردنیں کھڑی ہونگی۔ انھیں کہا جائیگا تمہارا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کیا اجر ہے؟ وہ عرض کریں گے ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے ظالموں کو معاف کیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے تو انہیں کہا جائے گا اللہ کے اذن سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ شعب الایمان، باب فی الحکم بین الناس، جلد 25، صفحہ 36، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 46، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگ حساب کے لئے کھڑے ہونگے تو ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا جس آدمی کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ اور جنت میں داخل ہو جائے پھر وہ دوسری دفعہ اعلان کرے گا کہ جس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ وہ عرض کریں گے کس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے؟ تو اعلان کرنے والا کہے گا لوگوں کو معاف کرنے والے۔ تو اتنے اتنے ہزار لوگ کھڑے ہو جائیں گیا ور حساب کے بغیر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک منادی کرنے والا اعلان کرے گا کہ جس آدمی کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ اعلان دو دفعہ ہوگا۔ تو جس نے اپنے بھائی کو معاف کیا ہوگا وہ کھڑا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مقصود ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہلا ندا کرنے والا یہ اعلان کرے گا: وہ لوگ کہاں ہیں جن کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے؟ تو دنیا میں جن لوگوں نے معاف کیا ہوگا وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے میری وجہ سے معاف کیا، تمہارا بدلہ جنت ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو زمین پر اعلان کرنے والا اعلان کرے گا جس کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر حق ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ تو جس نے معاف کیا ہوگا اور اصلاح احوال کی کوشش کی ہوگی وہ کھڑا ہو جائے گا۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا۔ آج کوئی کھڑا نہ ہو مگر جس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی احسان ہو۔ مخلوقات عرض کرے گی تو پاک ہے بلکہ احسان تو تیرا ہے۔ وہ کہے گا کیوں نہیں جس نے قدرت کے باوجود دنیا میں معاف کیا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! تیری بارگاہ میں کون سب سے معزز ہے؟ فرمایا جب قدرت رکھتا ہو مگر معاف کر دے۔ (2)

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر صدیق کو گالی دی جبکہ نبی کریم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ خوش ہونے لگے اور مسکرانے لگے۔ جب اس آدمی نے زیادہ باتیں کیں تو حضرت ابوبکر صدیق نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا۔ نبی کریم ﷺ ناراض ہو گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق پیچھے سے جا کر ملے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ مجھے برا بھلا کہتا رہا جبکہ آپ بیٹھے رہے۔ جب میں نے اسے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا تو آپ ناراض ہو گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تیری جانب سے جواب دے رہا تھا جب تو نے اسے بعض باتوں کا جواب دیا تو شیطان آ گیا میں شیطان

1۔ شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 315 (8313)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 320 (8335)

کے ساتھ تو بیٹھنے والا نہیں تھا۔ پھر فرمایا اے ابو بکر! تو نے اپنا حق پالیا ہے کہ جس بندے پر ظلم کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس سے چشم پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اسے عزت دیتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے اور جو آدمی عطیہ کا دروازہ کھولتا ہے جس کے ذریعے وہ صلہ رحمی کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اور زیادہ دیتا ہے اور جو آدمی سوال کا دروازہ کھولتا ہے جس کے ذریعے زیادہ مال حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تنگی میں اور اضافہ کرتا ہے۔

وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾

"اور جو بدلہ لیتے ہیں اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد پس یہ لوگ ہیں جن پر کوئی ملامت نہیں، بیشک ملامت ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور فساد برپا کرتے ہیں زمین میں ناحق یہی ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور جو شخص (ان مظالم پر) صبر کرے اور (طاقت کے باوجود) معاف کردے تو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اس کا کوئی کارساز نہیں اس کے بعد اور آپ ملاحظہ کریں گے ظالموں کو جب وہ دیکھیں گے عذاب (تو شپٹا جائیں گے) پوچھیں گے کیا واپس لوٹنے کا بھی کوئی راستہ ہے؟"

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اس معمولی زخم کے بارے میں ہے جو لوگوں کے درمیان باہمی نزاع سے واقع ہوتا ہے جس پر کوئی سزا نہیں ہوتی۔ اگر تجھ پر کوئی آدمی ظلم کرے تو تو اس پر ظلم نہ کر۔ اگر کوئی تجھے گالی دے تو تو اسے گالی نہ دے۔ اگر وہ تیرے ساتھ خیانت کرے تو تو اس کے ساتھ خیانت نہ کر کیونکہ مومن وہ ہے جو پورا حق دیتا ہے جبکہ فاجر خیانت کرنے والا اور دھوکہ دینے والا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، بزار اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے ظالم کے متعلق بددعا کی تو اس نے انتقام لے لیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک چور نے آپ کی

1۔ شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 265 (8098)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی، ابواب الدعوات، جلد 2، صفحہ 672، مکتبۃ رحمانیہ لاہور

چوری کی تو حضرت عائشہ صدیقہ نے اس کے حق میں بددعا کی تو نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا لَا تُسَبِّخِيْ عَلَيْهِ بددعا کر کے اسے ہلکا مت کر۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَلَمَنِ انْتَصَرَ کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ حضور ﷺ کے لیے اجازت ہے کہ آپ تلوار سے انتقام لیں اور الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ سے مراد مشرک ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کیا دنیا کی طرف جانے کی کوئی صورت ہے۔(2)

وَ تَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّ مَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾

''اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ پیش کئے جارہے ہوں گے دوزخ پر اس حال میں کہ عاجز و درماندہ ہوں گے ذلت کے باعث۔ دیکھتے ہوں گے کنکھیوں سے چوری چوری اور کہیں گے اہل ایمان کہ حقیقی گھاٹے میں وہی لوگ ہیں جنہوں نے گھاٹے میں ڈالا اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے روز۔ سن لو! ظالم لوگ ضرور ابدی عذاب میں ہوں گے۔ اور نہیں ہوں گے (اس روز) ان کے لئے مددگار جو مدد کرسکیں ان کی اللہ کے بغیر اور جس کو گمراہ کردے اللہ تعالیٰ تو اس کے لئے بچنے کی کوئی راہ نہیں۔ (لوگو!) مان لو اپنے رب کا حکم اس سے پیشتر کہ آجائے وہ دن جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں۔ نہ ہوگی تمہارے لئے کوئی پناہ گاہ اس روز اور نہ تمہاری طرف سے کوئی روک ٹوک کرنے والا ہوگا۔ پس اگر وہ (پھر بھی) روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدعاء، جلد 6، صفحہ 74 (29577)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 49، دار احیاء التراث العربی بیروت

کے اعمال کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا۔ آپ کا فرض تو صرف (احکام کا) پہنچا دینا ہے۔ اور جب ہم مزہ چکھا دیتے ہیں انسان کو اپنی رحمت کا تو خوش ہو جاتا ہے اس سے اور اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچے اپنے کرتوتوں کے باعث (تو شور مچانے لگتا ہے۔ بے شک انسان بڑا ناشکر گزار ہے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے طَرْفٍ خَفِيٍّ کا معنی ذلیل نقل کیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ان کی طرف چوری چھپے دیکھتے ہیں۔

امام عبد حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے خلف بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن صوحان نے اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ کی تلاوت کی تو یوں گویا ہوئے لَبَّيْكَ مِنْ زَيْدٍ لَبَّيْكَ۔ یعنی زید کی جانب سے لبیک۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے: اس روز کوئی بچاؤ اور وَّ مَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ یعنی تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا جو تمہاری مدد کرے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾

"اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔ بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے بچیاں اور عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے فرزند۔ یا ملا جلا کر دیتا ہے انہیں بیٹے اور بیٹیاں اور بنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ۔ بے شک وہ سب کچھ جاننے والا ہر چیز پر قادر ہے۔ اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ کلام کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ (براہ راست) مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ یا بھیجے کوئی پیغامبر (فرشتہ) اور وہ وحی کرے اس کے حکم سے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ بلاشبہ وہ اونچی شان والا بہت دانا ہے۔"

امام ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری اولادیں اللہ تعالیٰ کا ہبہ ہیں۔ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 51-50، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 51

اولادیں اور ان کے اموال تمہارے ہیں جب تمہیں ان کی ضرورت پڑے۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کی برکت یہ ہے کہ وہ پہلی دفعہ بچی جنے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ سے مراد یہ ہے کہ ان مذکروں کے ساتھ مؤنث نہیں ہوتیں۔ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا سے مراد ہے کہ اس کی بچیاں اور بچے پیدا ہوتے ہیں۔ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا یعنی ان کی کوئی اولاد نہیں ہوتی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو مالک سے یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایک آدمی کے ہاں صرف بیٹیاں ہوتی ہیں۔ وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ اور ایک آدمی کے صرف بیٹے جنم لیتے ہیں۔ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا اور ایک آدمی کے پاس مذکر اور مؤنث دونوں ہوتے ہیں۔ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ایک آدمی کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس کے ہاں جڑواں اولاد ہوتی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا یعنی اس کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا کی تفسیر نقل کی یہ ہے کہ حمل نہیں ہوتا۔(2)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عبداللہ بن حرث بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی حبشن لونڈی سے خواہش پوری کی، اس سے عزل کیا پھر اسے بیچ دیا۔ اس لونڈی کا مالک اسے لے کر چلا گیا۔ جب وہ ابھی راستہ میں ہی تھا تو اس نے لونڈی سے طبعی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اس لونڈی نے اسے اس کی اجازت نہ دی۔ اچانک وہ ایک چرواہے کے پاس تھا۔ اس مرد نے اس چرواہے کو بلایا۔ اس سے عجمی زبان میں بات کی اور یہ بتایا کہ وہ اس لونڈی کا آقا ہے۔ اس لونڈی نے کہا کہ میں اس سے پہلے آقا سے حاملہ ہوں اور میرے دین میں یہ حکم ہے کہ میرے ساتھ ایک آدمی کے حاملہ ہونے کی صورت میں دوسرا آدمی مجھ سے وطی نہ کرے۔ اس کے آقا نے حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عمر فاروق کی طرف خط لکھا اور سب واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے کی جبکہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے۔ نبی کریم ﷺ نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ جب اگلا دن ہوا اور ان کی مجلس مقام حجر میں تھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل امین میری اس مجلس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے کہ تم میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ پر

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 312 (3123)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت

7B

اختیار نہیں۔ جب انتہائی پاگل پن کا مظاہرہ کرے لیکن وہ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے مذکر عطا کرتا ہے، اپنے بیٹے کا اعتراف کرو تو آپ نے اس بارے میں خط تحریر کیا۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ حضرت غیلان سے وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک آدمی سے عجمی لونڈی خریدی جس آدمی نے اپنی لونڈی سے خواہش نفس پوری کی تھی۔ وہ لونڈی اس مرد سے حاملہ ہوگئی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی اس لونڈی سے خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا تو اس لونڈی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور یہ بتایا کہ وہ تو حاملہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے معاملہ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس نے حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ رکھا۔ تم میں سے کوئی جب اس قسم کے پاگل پن کا مظاہرہ کرے۔ تو اسے اللہ تعالیٰ پر کوئی اختیار نہیں تو حضرت ابوبکر صدیق نے وہ لونڈی اس مالک کو واپس کر دی جس نے یہ لونڈی بیچی تھی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت یونس بن یزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے زہری سے سنا ان سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کی طرف وحی کی اسے یہ شامل ہے۔ وہ کلام اللہ کا کلام ہے۔ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حجاب کے پیچھے سے کلام کی۔ وحی اسے کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء میں سے کسی کے ساتھ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ارادہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اسے نبی کے دل میں ثبت کر دیتا ہے۔ نبی اس کی کلام کرتا ہے اور اسے یاد کر لیتا ہے۔ یہ اللہ کا کلام اور اس کی وحی ہے۔ اس میں ایک ایسی وحی بھی ہوتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے درمیان ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں کسی نبی سے کلام نہیں کرتا بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے درمیان ایک راز ہوتا ہے۔ وحی میں سے ایک قسم وہ ہوتی ہے کہ انبیاء اس کے متعلق کلام تو کرتے ہیں مگر کسی کے لیے لکھتے نہیں اور نہ ہی کسی کو اس کے بارے میں لکھنے کا حکم دیتے ہیں لیکن اس کے بارے میں لوگوں سے باتیں کرتے ہیں اور لوگوں کے لیے یہ بات واضح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ اسے لوگوں کے لیے بیان کر دیں اور انہیں یہ پیغام پہنچا دیں اور وحی کی ایک قسم وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں سے منتخب فرشتوں کی طرف کرتا ہے۔ وہ فرشتے انبیاء سے کلام کرتے ہیں اور وحی کی ایک قسم یہ ہے جسے اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے جس کی طرف بھیجنا چاہتا ہے تو وہ رسولوں کے دلوں میں بطور وحی القاء کر دیتے ہیں۔(1)

امام بخاری، امام مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ فرمایا بعض اوقات میرے پاس فرشتہ گھنٹی کی آواز کی صورت میں آتا ہے۔ وہ وحی مجھ سے ختم ہوتی ہے تو میں فرشتے کے کہے ہوئے کلمہ کو یاد کر چکا ہوتا ہوں۔ فرمایا وحی کی یہ صورت مجھ پر بڑی مشکل ہوتی ہے۔ بعض اوقات فرشتے میرے سامنے ایک انسان کی صورت میں آتے ہیں۔ تو وہ جو کچھ کہتا ہے میں اسے یاد کر چکا ہوتا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ پر شدید سردی میں وحی نازل ہوتی

1۔ الاسماء والصفات، صفحہ 257، دارالکتب العلمیہ بیروت

پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہوتا تو آپ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔(1)

امام ابویعلی، عقیلی، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت سہل بن سعد اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سامنے ستر ہزار نور اور ظلمت کے پردے ہیں۔ کوئی بھی نفس جب ان حجابوں کی حس کو سنتا ہے تو اپنے آپ کو ہلاک کر لیتا ہے۔(2)

وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِيْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾

”اور اسی طرح ہم نے بذریعہ وحی بھیجا آپ کی طرف ایک جانفزا کلام اپنے حکم سے نہ آپ یہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے۔ لیکن (اے حبیب!) ہم نے بنا دیا ہے اس کتاب کو (سراپا) نور ہم ہدایت دیتے ہیں اس کے ذریعے جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے اور بلاشبہ آپ رہنمائی فرماتے ہیں صراط مستقیم کی طرف جو اللہ کی راہ ہے۔ وہ اللہ جو مالک ہے ہر اس چیز کا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ خوب سن لو! سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے۔“

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رُوْحًا کا معنی قرآن نقل کیا ہے۔

امام ابونعیم نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کیا آپ نے کبھی بتوں کی عبادت کی ہے؟ فرمایا نہیں۔ پوچھا گیا کیا آپ نے شراب کبھی پی ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں لگاتار انہی چیزوں کے بارے میں پوچھتا رہا جن پر کافر کاربند تھے۔ (مَا كُنْتُ اَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِيْمَانُ) اسی کے بارے میں قرآن حکیم نازل ہوا: مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِيْمَانُ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ تو دعوت دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ (الرعد: 7) یعنی ایسا داعی ہو جو اللہ تعالیٰ کی دعوت دے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَتَهْدِيْۤ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آپ دعوت دیتے ہیں۔ (4)

1۔ صحیح بخاری، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 1، صفحہ 2، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مسند ابویعلی، جلد 6، صفحہ 301 (7487)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً